دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کا وقت ہو، اپنے کل عزیزوں کے گھروں پر ضرور جانا، مزاج پرسی فرمانا، چھوٹوں کو روپے دے کر سروں پر دست شفقت و محبت پھیر کر کوئی کلمۂ محبت ارشاد فرمانا، بیواؤں، یتیموں کی خبرگیری اور بے معاش عزیزوں اور غریبوں کی فکرمندی کے ساتھ مدد کرنا حضرت مفتی صاحب کی خاص صفتِ امتیاز تھی۔ شہر دہلی میں بھی واردین، صادرین کی حسب حیثیت و ضرورت خیال رکھنا اور خوبی کے ساتھ اس مشکل کو سر کرنا انھیں کے ناخن تدبیر کا کمال تھا۔

اپنے اساتذہ کا بڑا خیال فرماتے اور نہایت اکرام سے ان کا ذکر فرماتے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے۔ استادزادوں تک کی خبرگیری میں دلچسپی لیتے تھے، اس سلسلہ میں ایک واقعہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں، حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے ان میں سے دو چھوٹوں کی بعض ملازمانہ ضرورتیں مجلس شوریٰ کی توجہ کی محتاج تھیں، بڑی دلسوزی سے مجھ سے فرمانے لگے کہ "حکیم صاحب! غریب و کمزور لوگ ہیں اور استادزادے ہیں، ان کا خیال کرنا چاہئے"۔ حقیقت میں حضرت مرحوم بہت غم خوار اور غم گسار آدمی تھے۔ گھریلو خدمت گذار بھنگن تک سے دریافت کرتے کہ "خیریت ہے؟ اچھی ہو؟" پھر وہ خوش ہو کر نیاز مندی سے جواب دیتی!۔ ایک صاحب جو اس گھریلو معاملہ کے برابر کے شاہد ہیں، ایک مرتبہ ہنس کر مجھے یہ روداد سنانے لگے۔ مگر اس واقعہ سے میں بہت متاثر ہوا —— اس وقت حضرت مفتی صاحب مرحوم کی ایک بات میرے کانوں میں گونجنے لگی، "حکیم صاحب! اباجی مرحوم کی طرف سے مجھ پر نقشبندیت کا سایہ پڑا ہوا ہے"۔

حافظہ غضب کا تھا، احادیث و تفسیر کے علمی مباحث پر اچھی گہری نظر تھی۔ علم فقہ پر ایسا عبور تھا کہ حیرت ہوتی تھی، ایک مرتبہ میرے ہاں طلاق غضبان کے سلسلہ کا ایک پیچیدہ استفتاء آگیا، اس موقع پر فقہاء نے مدہش وغیرہ کی جو بحث کی ہے اس کی بنا پر

جواب استفتاء مرتب کرنے میں مجھے پریشانی لاحق ہوگئی، اس زمانہ میں حضرت مفتی صاحب کلکتہ میں موجود تھے، میں نے ان کی طرف رجوع کیا تو حضرت مرحوم نے نہایت مشکلہ روشن کی رہنمائی کی بلکہ میرے اصرار پر جواب بھی چند سطروں میں تحریر فرمادیا۔ اردو، فارسی، عربی کے نہایت منتخب اور چیدہ اشعار ازبر تھے۔ حضرت مرحوم موقع بموقع نہایت دلچسپ انداز میں جب پڑھتے اور چسپاں کرتے تو لطف آجاتا تھا اور مخاطب پھڑک جاتا تھا۔

اپنی فتوی نویسی کی دلچسپ داستان حضرت مرحوم نے ایک مرتبہ سنائی تو مجھے سبق آموز معلوم ہوئی اس لئے عرض کررہا ہوں ——— فرمایا " دارالافتاء دیوبند سے جب میں وابستہ کیا گیا تو عہد شباب تھا، شوق میں کتب فقہ کا بڑا ذخیرہ اپنے ذاتی کتب خانہ میں جمع کرلیا اور بڑی محنت کرکے کسی ایک مسئلہ پر ساری کتابیں پڑھتا پھر تھک جاتا۔ اس میں بڑا وقت لگ جاتا والد صاحب یہ سب کچھ نہایت خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ بہت دنوں کے بعد ایک روز کہنے لگے کہ عتیق! تمہاری ساری محنت کا ثمرہ "شامی" میں موجود ہے، علامہ شامی نے سب سمیٹ لیا ہے اور ساری کتابوں کا عطر نکال لیا ہے۔

دیوبند کے فتوی نویسی کے زمانے کی یہ کہانی کہ جب کبھی بعض استفتاء کا جواب نہیں لکھ سکتا تو نہایت خاموشی سے والد صاحب کو مطلع کئے بغیر ان کے قالین کے نیچے دبا دیا کرتا اور والد صاحب حسب عادت قالین کے نیچے سے جب اپنے فتوے نکالتے تو ہمارے فتوؤں کا بھی جواب لکھ کر ارسال فرمادیتے اور مجھے کچھ بھی نہ فرماتے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ حکیم صاحب! کیسے ان کے بزرگانہ طریقے تھے اور کس ڈھنگ سے تربیت دیا کرتے تھے؟۔

اسی سلسلے میں یہ واقعہ بھی سنانے لگے کہ شروع شروع بچپنے میں تراویح، نفل میں قرآن سنانے لگا تو بھولتا بہت تھا مگر والد صاحب کی عادت تھی کہ میرے ساتھ ساتھ قرآن کا ایک، ایک صفحہ پورا، کا پورا پڑھتے جاتے اور میں ان کی تابعداری کرتا جاتا مگر

کبھی دیکھا نہیں تھا کہ آزردہ ہو کر کسی سے بگڑا ہو۔

مفتی صاحب لوگوں کو جوڑنے کی برابر سعی کیا کرتے تھے اور دہلی کے اولیاء میں سے کسی کا کلام سنا کر کہا کرتے کہ ان کا یہ کلام ہے کہ بھائی مجھے سوئی ڈورا چاہیئے تاکہ چاک ملا کروں میرا کام جوڑنے کا ہے، مجھے قینچی نہیں چاہیئے۔" میں نے کلکتہ میں کئی واقعات مشاہدہ کئے ہیں، خود میرا ذاتی معاملہ یہ ہوا کہ ملا جان مرحوم خلافت والوں سے سیاسی اختلافات کی بنا پر طرفین میں ناخوشی سی بنی رہتی تھی مگر نہایت خوبصورتی سے اسے رفع کرا دیا ——— آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کا وجود حضرت مفتی صاحب مرحوم کی اسی قسم کی جدوجہد کی زندہ مثال ہے۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم سے حضرت مفتی صاحب مرحوم کو بڑا قلبی لگاؤ تھا، ان کا تذکرہ نہایت ہی شیریں انداز میں بیان کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا آزاد کی تفسیر "ترجمان القرآن" کا ذکر فرمانے لگے کہ، حکیم صاحب! آیات قرآنی کے معانی کی تعبیر جو لفظوں میں مولانا آزاد نے کی ہے، بس کمال کر دیا ہے! مخالفین میں اگر کسی میں یہ صلاحیت ہے تو یہ کام کر دکھا دے حکیم صاحب خردہ گیری بہت آسان، اور گھٹیا کام ہے، تعمیری کام کوئی کر کے تو دکھائے۔

ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ہندستانی مدارس اور علماء میں شروح بخاری دیر میں پھیلی ہیں۔ "فتح الباری" اور "عینی" وغیرہ کے رواج کے پہلے فتح القدیر شرح ہدایہ آگئی تھی، درسی کتب حدیث کے اشکالاتِ علمی ایک زمانے تک اسی کی مدد سے حل کرنے کا رواج تھا، علماء کے مقابلے میں فتح الباری کو ترجیح دیتے تھے۔

زبان پر گالی کے کلمات میں نے کبھی نہیں سنے۔ سب وشتم اور نامناسب کلمات کے استعمال سے ان کی زبان پاک تھی۔ نہایت ناگواری میں بھی سخت مخالف و دشمن کے لئے حضرت مرحوم اس عملِ بد کے روادار نہیں تھے۔

حضرت مفتی صاحب کے قلم کے فتاویٰ دارالعلوم کے رجسٹر فتاویٰ میں محفوظ ہیں بفرمایا کرتے تھے "ان پرنشان لگے ہوئے ہیں وہ سب کے سب میرے قلم کے ہیں"، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بھی ان کے فتاویٰ کی نقلیں رجسٹر میں موجود ہیں۔ معرکہ آرار بعض فتوے میں نے کفایت المفتی میں بھی دیکھے ہیں، اس سے فتویٰ نویسی میں ان کی اداکی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

خطوط نویسی میں حضرت مفتی صاحب یگانہ اور منفرد تھے، جملوں کی بندش، طرز ادا کی ندرت، انداز بیان میں حلاوت ولینت اور اس طرح کی دوسری دل آویز خصوصیات حضرت مرحوم کے خطوط میں ہوتی تھیں۔

حضرت مرحوم حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور دیگر اولیاء برحق کا بڑے والہانہ انداز میں تذکرے کیا کرتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب کی زندگی خواہ مذہبی ہو یا سیاسی، تدریسی ہو یا تصنیفی، اخلاقی ہو یا معاشی اور معاشرتی ہر ایک میں ان کے دردِ دل کا پرتو دکھائی پڑتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے "ندوۃ المصنفین" جیسے عظیم ادارے کی بنیاد اسی بنا پر رکھی اور ساری زندگی اس کے لیے جس طریقے سے وقف کردی، یہ اسی درونِ قلب کی تڑپ کا نتیجہ ہے ـــــ سچ ہے

وَمَا فَقْدُهٗ وَاللّٰہِ فَقْدٌ لِوَاحِدٍ

وَلٰکِنْ جَنَاحُ الْعِلْمِ مِنْہُ تَکَسَّرَا

مجھے خوشی ہے کہ حضرت مرحوم کی دارین میں کامیاب زندگی کی شہادت کے لئے رسول رحمت کا یہ فرمان شاہد عدل ہے" اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او ولد صالح يدعو له او علم ينتفع به ـــــ بالخصوص اس حدیث کا آخری جملہ پوری طرح ندوۃ المصنفین کی کارگذاریوں اور اس کے افادات کو حاوی ہے ـــــ اللهم ارحمه رحمة واسعة۔

●●

مفکرِ ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

جمیل مہدی

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی ان مغتنم روزگار شخصیتوں میں سے تھے جن کے بارے میں
خیال ہے کہ انھیں نہ دیکھتے تو دنیا کی دوسری مشہور اور تاریخی شخصیتوں کا وجود
یل افسانوی محسوس ہوا کرتا، وہ دیوبند کے ایسے علمی خاندان اور خانوادے کے
تھے جو مسلمانوں کی دینی اور علمی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کے دادا
لانا فضل الرحمٰن ان لوگوں میں تھے، جنھوں نے حاجی عابد حسینؒ کی رہنمائی میں
بند کے عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی جو آگے چل کر دارالعلوم دیوبند کے نام سے
وستان کا سب سے بڑا علمی اور دینی مرکز بن گیا اور جس نے آگے چل کر شیخ الہند
نا محمود حسن دیوبندی، مولانا عبید اللہ سندھی، علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ
م بلیاوی اور مولانا منصور انصاری جیسی نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا کیں۔

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کے والد ماجد مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی مشہور صاحب نسبت
ہونے کے علاوہ فتاویٰ اور مذہبی احکام پر اتنا عبور رکھتے تھے کہ ان کے
ئے ہزاروں فتووں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب فتاویٰ عزیزیہ کے نام سے کئی
د میں شائع ہو چکی ہے اور ابھی تک بھی بڑی تعداد غیر مطبوعہ فتووں کی موجود

حضرت مفتی صاحب کے قلم کے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے رجسٹر فتاویٰ میں محفوظ ہیں۔ فرمایا کرتے تھے "ان پرنشان لگے ہوئے ہیں وہ سب کے سب میرے قلم کے ہیں"، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بھی ان کے فتاویٰ کی نقلیں رجسٹر میں موجود ہیں۔ معرکہ آرا بعض فتوے میں نے کفایت المفتی میں بھی دیکھے ہیں، اس سے فتویٰ نویسی میں ان کی ادا کی کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خطوط نویسی میں حضرت مفتی صاحب یگانہ اور منفرد تھے، جملوں کی بندش، طرز ادا کی ندرت، انداز بیان میں حلاوت و لینت اور اس طرح کی دوسری دل آویز خصوصیات حضرت مرحوم کے خطوط میں ہوتی تھیں۔

حضرت مرحوم حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور دیگر اولیاء برحق کا بڑے والہانہ انداز میں تذکرے کیا کرتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب کی زندگی خواہ مذہبی ہو یا سیاسی، تدریسی ہو یا تصنیفی، اخلاقی ہو یا معاشی اور معاشرتی ہر ایک میں ان کے دردِ دل کا پرتو دکھائی پڑتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے "ندوۃ المصنفین" جیسے عظیم ادارے کی بنیاد اسی بنا پر رکھی اور ساری زندگی اس کے لئے جس طریقے سے وقف کردی، یہ اسی درونِ قلب کی تڑپ کا نتیجہ ہے ـــ سچ ہے

وَمَا فَقْدُهُ وَاللّٰهِ فَقْدٌ لِوَاحِدٍ
وَلٰكِنْ جَنَاحُ الْعِلْمِ مِنْهُ تَكَسَّرَا

مجھے خوشی ہے کہ حضرت مرحوم کی دارین میں کامیاب زندگی کی شہادت کے لئے رسول رحمت کا یہ فرمان شاہد عدل ہے "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او ولد صالح يدعو له او علم ينتفع به" ـــ بالخصوص اس حدیث کا آخری جملہ پوری طرح ندوۃ المصنفین کی کارگذاریوں اور اس کے افادات کو حاوی ہے ـــ اللهم ارحمه رحمة واسعة۔

●●